یہودیت اور عیسائیت میں عبادت گاہ کا تصور اور احترام: اختصاصی مطالعہ

The Concept and Respect for the Temple (Place of worship) in Judaism and Christianity: Specific study

Talha Khursheed
MPhil Scholar, Islamic Studies, IHA, KKFUEIT RYK
Email: Talhakhursheed088@gmail.com

Dr. Muhammad Shahid Habib
Assistant professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK
Email: shahid.habib@kfueit.edu.pk

Dr. Mazhar Hussain Bhadroo
Lecturer, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK
Email: mazharhussainbhadroo@gmail.com

ABSTRACT

It is difficult if not impossible to estimate the number of religions that have come to this earth from the creation of Adam until now, have deteriorated or disappeared and if a general estimate is made, this number will surely exceed hundreds. Although each of these religions has existed in a different time, place and status, one thing that all these religions have in common is the respect for their places of worship whether they are Semitic or non-Semitic. Although there are some religions such as Buddhism, etc. which are devoid of the concept of God but they also have a system of worship and respect their place of worship. Yes, it is a different matter that there has been and still is a difference in the status and nature of their concept of worship. The respect and reverence of the place of worship in the hearts of the followers of religions is not for anything else. In the religion of Islam, the place of worship has a separate status. The concept of the place of worship in religion is different from the rest. The place of worship of Muslims is called a mosque. Similarly, in other religions, the respect related to places of worship is the same as in Islam whether it is a church or a temple, everyone respects the place of worship. This article provides an analytical overview of the concept and respect for places of worship in Judaism and Christianity

Keywords: Respect of worship place, Religions, Judaism, Christianity

تعارف:

اللہ نے جب انسان کو تخلیق فرمایا تو انسانی جبلت میں تمام وہ پہلو رکھ دیئے جو اس کے بشری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مدد گار ہوں اور خواہ ان کا تعلق خوشی اور غم سے ہو یا خالق کی عبادات سے متعلق ہو، سب انسانی رویوں کی خصلت میں موجود ہیں جن کے اظہار کے لیے مذہب رہنما اصول پیش کرتا ہے۔ مذہب ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم اپنے

غم میں تنہا نہیں بلکہ کوئی ایسی ہستی ہے جس کے ساتھ انسان لو لگا سکتا ہے اور غم سے خلاصی کے لیے اسی کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر فلاح حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ دلاسہ صرف مذہب دیتا ہے کہ ہم اکیلے نہیں بلکہ خالق کائنات جو عبادت کے لائق ہے وہ موجود ہے جیسا کہ دین اسلام میں بھی عبادت گاہ کا الگ رتبہ ہے۔ دین میں عبادت گاہ کا تصور باقیوں سے الگ ہے اور مسلمانوں کی عبادت گاہ مسجد کہلاتی ہے اسی طرح ہر مذہب کے ماننے والے اپنی تعلیمات کے مطابق عبادت بھی کرتے ہیں اور عبادت گاہوں کا احترام بھی اسی طرح سے ہے اسی لیے مذاہب کے ماننے والوں کے دل میں عبادت گاہ کی جو عزت و احترام ہوتا ہے وہ کسی اور چیز کے لیے نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کلیسا ہو یا مندر ہر کوئی عبادت گاہ کی عزت کرتا ہے۔ اسی طرح باقی مذاہب چاہے وہ سامی مذاہب ہوں یا غیر سامی ہوں سب عبادات اور اس سے متعلق عبادت گاہوں کا نہ صرف تصور رکھتے ہیں بلکہ تمام معاملات سے بڑھ کر عباد گاہوں کا احترام بھی کرتے ہیں۔

عبادت گاہ کا معانی

عبادت گاہ اُردو زبان میں فارسی سے درآمد لفظ ہے جو دراصل دو لفظوں سے مرکب ہے۔ عبادت اور گاہ، گاہ فارسی زبان میں بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے جس سے مراد جگہ ہوتی ہے۔ یعنی ظرف مکان اس لیے اُردو میں اس لفظ کے مزید معانی بھی ہیں۔ مگر جب اسے بطور لاحقہ استعمال کیا جائے تو اس کے معنی ظرف کے ہی ہوں گے۔ عبادت گاہ کی لغوی بحث کرتے ہوئے سب سے پہلے ہمیں عبادت کا مفہوم و معنی کا تعین کرنا پڑے گا۔ اس لیے ہم سب سے پہلے مختلف اہل لغت کے ہاں عبادت کے معنی و مفہوم کو دیکھیں گے۔

عبادت کا مفہوم:

عبادت عربی زبان سے اُردو میں درآمد شدہ لفظ ہے جو عربی کے ثلاثی مجرد "عبد" "یعبد" کا مصدر ہے "عبادۃ" کے معنی عربی لغات میں خدمات کرنا، غلامی کرنا، کسی کے آگے جھکنا، کسی کا غلام بننا وغیرہ کے ہیں۔ عربی زبان میں اس کے ہم معنی لفظ "خضع، ذل، مطاع لہ، اتخذ اعبدا، وغیرہ ہیں جب کہ انگلش زبان میں اس کے ہم معنی لفظ Worship, adoration, Devotion, Cult وغیرہ ہیں۔

☆لویس معلوف کے مطابق عبد کے مادہ کی تفصیل یہ ہے۔

> عبد: عبادة عبودة و عبودية و معبدا و معبدة الله، وحده، وخدمہ و خضع
> وذل مطاع لہ، اتخدعبدا (ذلله)۔[1]

امام الرازی کے مطابق (العبودة) و (العبودية) وأصل العبودية الخضوع والذل۔[2] العبودة العبودیۃ سے مشتق ہے العبودیۃ کا اصل معنی جھکنا اور ذلیل وخوار ہونا ہے۔ من العبادة وهوا الطاعة والخضوع۔"[3] "لغت میں عبادت کے معنی اس اطاعت کے ہیں جس میں خضوع پایا جاتا ہے۔" عبادت کا اصلی مفہوم اگرچہ خشوع و خضوع ہے لیکن جن رب تعالیٰ کی

نسبت سے ہو تو اس میں محبت و الفت بھی شامل ہو جاتی ہے۔ یعنی عبادت الٰہی میں عاجزی و خشوع اس کو کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ٹوٹ کر عبادت کی جائے۔ اسی لیے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ"(4) "نہ عبادت کرو اس کے سوا کسی کی۔"

☆الیاس انطون الیاس کے نزدیک عبادۃ کے معنی انگریزی میں یوں ہیں:

Worship, adoration, Idolize([5])

عبادت گاہ کا مفہوم:

عبادت گاہ کے اہل لغت نے عموماً معنی: مسجد، مندر، گرجا، کنیسا، کنشت، ہیکل صدق، فاتوح، ملاذز، حرم وغیرہ ہیں۔ یا پھر پوجنے کی جگہ، عبادت کی جگہ کے کیے۔ انگریزی میں اس کے مترادفات Temple Sanctuary, Chapel ہیں۔

☆الیاس انطون الیاس کے نزدیک عبادت گاہ سے مراد:

Temple, Chaple, Mosque, Mosk, an edifice for public religious worship [6] .

☆مولوی سید احمد دہلوی کے خیال میں عبادت گاہ سے مراد، معابد اسم مذکر، معبد کی جمع، عبادت خانے، عبادت گاہ، معبد، پرستش گاہ، مسجد، مندر، دیول، گرجا، شوالے۔[7]

☆مولوی فیروز الدین کے نزدیک عبادت گاہ سے مراد عبادت گاہ، مسجد، مندر، گرجا۔[8]

☆لویس معلوف کے نزدیک "معبد" سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں عبادت کی جائے۔ المعبد: جمعہ المعابد والمتعبد: الموضع الذی یعبد فیہ۔[9]

عبادت کی جگہ کو خاص طور پر ایسے ڈیزائن میں تعمیر کیا جاتا ہے کہ کوئی بھی اور کسی بھی طرح سے عبادت، پرستش کر سکتا ہے۔ اس مقصد سے جو عمارت بنائی جائے وہ عبادت گاہ ہے۔ مندر، چرچ یا مسجد وہ مثالیں ہیں جو عبادت کے لیے تعمیر کی جاتی ہیں۔ ایک خانقاہ، خاص طور پر بدھ مت کے لیے، جو کہ دونوں خدمات سر انجام دے سکتے ہیں مذہبی امور کے لیے اور Visit کے لیے پوجا کی جگہ بھی ہے۔ تمام اہل لغت نے عبادت کے معنی خدا کی بندگی، پرستش، پوجا وغیرہ کے کیے ہیں جب کہ عبادت گاہ یا عبادت کدہ یا عبادت خانہ کے معنی بیان کرتے ہوئے کلیسا، مندر، گرجا، معبد، کنشت، کنیسا، آتش کدہ کہا ہے۔

عبادت گاہ کے اصطلاحی مفہوم:

جیسا کہ ہم لغوی مفہوم میں واضح کر دیا ہے کہ عبادت گاہ کا اطلاق ایسی جگہ پر ہو گا جسے کسی بھی دین سے تعلق رکھنے والے لوگ پوجا یا عبادت کے لیے خاص کر دیں اسی لیے عبادت گاہ کے معنی و مفہوم بیان کرتے ہوئے تمام اہل لغت

نے عبادت گاہ کو "مندر، کلیسا، گرجا، معبد، کنشت، کنیسا" وغیرہ لکھا ہے، بنیادی طور پر ایک عمومی معنی دینے والا لفظ ہے لیکن اردو میں ایسی جگہ جہاں ایک مخصوص انداز میں باقاعدہ عبادت کی جاتی ہے۔ مثلا: مندر، مسجد، گرجا، صومعہ، کنیسا وغیرہ لیکن یہ امر غور طلب ہے کہ اکثر اوقات عبادت گاہ کا اطلاق آتش کدے، بدھ بھکشوؤں کے سٹوپا وغیرہ پر بہت کم ملتا ہے۔ مگر حقیقتا اس کی خاص وجہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے نزدیک عبادت گاہ ایک عمومی لفظ ہے اور اس کو خاص دائرے میں قید کر دینا درست نہیں ہو گا۔[10]

اس لیے ہم بجا طور پر اس اصطلاحی تعریفوں میں یہ بھی اضافہ کر سکتے ہیں کہ عبادت گاہ سے مراد کسی دین کے ماننے والوں کی وہ مخصوص عمارت ہے جس کو انھوں نے عبادت کے لیے مخصوص کر رکھا ہو اور اس میں اپنے دین کے مطابق خدا یا دیوتا یا بھگوان یا کرشنا یا ایشور یا یزدان وغیرہ کی پوجا کرتے ہیں۔ آن لائن انگلش ڈکشنری کے مطابق ٹیمپل یا معبد یا عبادت گاہ کی کئی اصطلاحی تعریفیں درج ذیل ہیں:

"*A building dedicated to the administration of ordinances .
*The edifice created at Jerusalem for the worship .
*Hence among chirstians an edifice exected as a place of public worship a church .
*A contrievence used in a from for keeping the well strectched transversely[11]"

عبادت گاہ سے مراد ایسی عمارت ہے جس کے مالک عوام ہوں وہ دینی رسومات کے لیے مشترکہ طور پر استعمال کی جائے اس میں عبادت کی جاتی ہو۔ اس کو مسجد، مندر، یا معبد یا کلیسا یا گرجا وغیرہ کہا گیا ہے۔

عبادت گاہ کی ضرورت واہمیت:

انسان کی زندگی اپنے رب کی عبادت کے لیے ہے یعنی انسان کی تخلیق کا مقصد ہی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کی دی ہوئی ہدایت پر عمل پیرا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ"(12) "اور پیدا کیا جنات کو اور انسانوں کو مگر اپنی عبادت کے لیے۔"

اسی مقصد کے لیے عبادت گاہیں تعمیر کی گئیں جو ساری دنیا کے لیے امن وسکون کا مظہر ہیں اور بندگانِ خدا اپنے خالق ومالک کے حضور حاضر ہو کر نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے ہر ہر عمل سے اطاعت وفرماں برداری بندگی کا اظہار کریں۔ عبادت گاہیں کسی بھی دین کے پیروکاروں کی اپنے دین سے وابستگی کی زندہ علامت ہوتی ہیں اور معاشرے میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔ عبادات انفرادی طور پر بھی ادا کی جاسکتی ہیں لیکن عبادت گاہ میں اجتماعیت سے مقصود افراد معاشرہ کا باہمی میل جول اور اس کے ثمرات مثلاً اخوت ومحبت، اطاعت وفرماں برداری، ہمدردی وغم خواری، مساوات، تنظیم واتحاد کا حصول ہے۔ جس کی تعلیم ہر نبی نے دی۔

- "لافضل لعربی علی العجمی ولا العجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود لااسود علی احمر الا بالتقوی۔"(13)
- "المسلم اخوا لمسلم۔"(14) **"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔"**

کتاب مقدس میں بیان ہوا ہے کہ "جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو۔"(15)

قرآنِ پاک میں ان مقامات مقدسہ کو توحید کے مراکز کہا گیا ہے۔

"عبادت گاہیں اور گرجے، اور مسجدیں اور معبد اور وہ مسجدیں بھی ڈھادی جاتیں جہاں رب کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔"٦

"یہ ادیان یہودیت، مسیحیت عملاً بعد میں کچھ بھی ہو گئے لیکن اصلاً بہر حال توحیدی دین تھے اور ان کی عبادت گاہیں توحید کا مرکز تھیں اور مسلمانوں کی مسجدیں جو اب بھی اسی غرض کے لیے بنائی گئی ہیں۔ 16 عبادت گاہ وہ مقام ہے جہاں بندہ خدا تمام دنیاوی آرام و آسائش کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے حضور اس سوز و گداز سے دعائیں مانگتا ہے کہ رحمتیں بے تاب ہو کر اس کی طرف ٹپکتی ہیں اور انسان اپنے قلب میں راحت و سکون محسوس کرتا ہے۔ جس طرح جسم کی کارگردگی کو بہتر اور برقرار رکھنا ہو تو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح روح کی تسکین کے لیے غذا صرف اللہ کا ذکر بہت ضروری ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ(17"

"دلوں کا سکون تو صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔"

عبادت گاہیں تزکیہ نفوس کا کام بخوبی سرانجام دیتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے گھر دنیا کے تمام معاملات سے زیادہ محبوب ترین ہیں اور جب بندہ اس اللہ کے گھر عبادت گاہ میں پورے اہتمام ظاہری و باطنی پاکیزگی کے ساتھ داخل ہوتا ہے تو وہ کوئی ایسا فعل سرانجام نہیں دیتا جس سے اس کا تقدس مجروح ہوتا ہو۔ اس طرح اس کے خیالات و نظریات میں بھی پاکیزگی آتی ہے جو صرف عبادت گاہ کی حد تک محدود نہیں رہتی بلکہ عملی زندگی میں بھی ایک بہتر معاشرے کی تعمیر و ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔

یہودیت میں عبادت گاہوں کا احترام:

یہودیت۔

قرآن مجید میں الیہود، یہود یا صیغہ جمع "یہودا" اور "جو لوگ یہودی بن گئے۔" یہودی وہ ہوتا ہے جو یہودی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔ وہی یہودی عظیم عبرانی پیغمبران حضرت ابراہیم، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی مذہبی

وراثت کا دعویدار ہو سکتا ہے۔ یہودیت، یہودی لوگوں کا قدیم دین ہے۔ یہودی دین کی ابتداء حضرت ابراہیمؑ نے انیس سو قبل مسیح میں اس وقت کی۔" حضرت ابراہیمؑ ایمان رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرتا ہے اور عبرانی یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انھیں دنیا کی تاریکیوں کو دور کو منتخب فرمایا۔ انھوں نے یروشلم کو اپنا مرکز بنایا اور وہاں دو دفعہ ہیکل تعمیر کیا۔ یروشلم میں یہودیوں نے دوسری بار جب ہیکل تعمیر کیا تو یہ ۷۰ عیسویں میں تباہ کر دیا گیا۔ ہیکل کی تباہی کے بعد یہودی یورپ اور مشرق قریب میں منتشر ہوگئے۔ یہودی دنیا میں جہاں کہیں بھی گئے انھوں نے اپنے قدیم رسم ورواج اور اپنی ثقافت کو بر قرار رکھا۔ انھوں نے اسے کبھی فراموش نہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ بندے ہیں۔ 1947ء میں یہودیوں نے اپنے آباؤاجداد کی قدیم سرزمین پر دوبارہ اسرائیلی ریاست کو قائم کیا۔ [18]

یروشلم میں یہود کے مقدس مقامات:

سب سے زیادہ انبیاء کی بعثت اسی قوم قوم بنی اسرائیل کی طرف ہوئی۔ چنانچہ انبیاء کی نسبت کے متعلق، نیز کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے کہ وہ یہودی عقائد کا جزولانیفک بن گئے یہ واقعات جہاں جس جگہ وقوع پذیر ہوئے وہ مقامات بھی ان کے ہاں باعث صدر تعظیم قرار پائے۔ اور یروشیلم کی عمومی اہمیت کے ساتھ ساتھ شہر میں موجود مقامات مقدسہ کی خاص اہمیت قائم ہوگئی۔ وہ کون سے مقامات ہیں جو یہود کے ہاں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

i ہیکل سلیمانی:

حضرت داود کا عہد مبارک یہود کا زریں دور کہلاتا ہے۔ حضرت داود نے بنی اسرائیل کا سب سے بڑا معبد یروشلم میں بنایا۔ جب حضرت سلیمانؑ کا دور شروع ہوا تو آپ نے ۹۶۰ ق م میں اس معبد کو نئے سرے سے مضبوط بنیادوں پر تعمیر کیا۔ اس عظیم الشان معبد کو "ہیکل سلیمانی" کہا جاتا تھا۔ کل جو کہ عبرانیوں کی قربانیوں اور عبادت کا مرکز تھا۔ خدا کی قدیم اُمت کے لیے قربانیوں کی یہ رسوم عہد عتیق کے زمانہ میں ظاہری عبادت کا مرکز اور قوم کو دین میں متحد رکھنے کا ایک ذریعہ تھیں۔ خداوند یسوع مسیح کے زمانہ میں یہودیوں کی زندگی میں مقامی عبادت خانوں کے مقام باعث ہیکل کی اہمیت قدرے کم ہوگئی تھی۔ "اور سلیمان یروشیلم میں کوہ موریا پر جہاں اس کے باپ داود نے رویت دیکھی۔ اسی جگہ جسے داود نے تیاری کر کے مقرر کیا یعنی ارنان یبوسی کے کھلیان میں خداوند کا گھر بنانے لگا۔"[19] اسی جگہ یکے بعد دیگرے تین ہیکلیں تعمیر ہوئیں۔ آج کل اس جگہ کو حرم الشریف کہتے ہیں یہ مسلمانوں کا بھی مقدس مقام ہے۔ پہلی ہیکل سلیمان بادشاہ نے تعمیر کی تھی، دوسری زربابل اور ان یہودیوں نے جو بابل کی اسیری سے واپس آئے تھے۔ تیسری جو مسیح خداوند کے زمانے میں موجود تھی اسے ہیرودیس بادشاہ نے تعمیر کروایا تھا۔ اکثر قدیم ادیان میں مندر تعمیر کیے جاتے تھے۔ درحقیقت مجدّو اور خصّور میں جو کنعانی مندر ملے ہے ں وہ بھی نقشے کے لحاظ سے

عبرانی ہیکل سے کافی حد تک ملتے جلتے تھے۔ لیکن یروشیلم کی ہیکل اس لحاظ سے منفرد تھی کہ اس کے اندرونی عبادت خانہ میں بت نہیں تھے بلکہ ایک صندوق جسے عہد کا صندوق کہتے تھے رکھا ہوا تھا۔ جس میں شریعت کی دو تختیاں تھیں اور صندوق کے سرپوش پر سونے سے گھڑے ہوئے پرستش کی حالت میں دو فرشتے تھے۔ قدیم اسرائیلیوں کی مذہبی زندگی میں ہیکل کو جو مرکزی حاصل تھی اس کی جھلک تمام بائبل میں ملتی ہے۔ دنیا کے ہر کونے سے یہودی ہیکل کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ یہ ہیکل رومی A.B ۷۰ عہد میں تباہ ہو گیا تھا۔ پھر کبھی تعمیر نہ ہوا۔ یہود ہیکل کی باقیات کا دعویٰ اب بھی رکھتے ہیں۔

دیوار گریہ: Mourning Wall

ہیکل کی تباہی کے بعد یہود دنیا میں منتشر ہوگئے۔ اس کے احیاء کی کوئی کاوش تاریخ میں نہیں ملتی لیکن عجب معاملہ یہ ہے کہ ۱۹۴۸ء میں قیام اسرائیل کے وقت مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار پر یہود نے اس دیوار کو ہیکل سلیمانی کی باقیات سے گردانا۔ چنانچہ جب اسرائیلی فوجیں جون ۱۹۶۷ء میں مسجد اقصیٰ پر قابض ہوئیں تو انھوں نے دیوار براق بمطابق اسلامی تاریخ، عقائد سے لپٹ کر ارمیاہ بنی کا نوحہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اور وہ یہ کہہ رہے تھے یہ مقام سب سے زیاہ قدیم اور سب سے زیادہ مقدس ہے۔ چنانچہ اس دیوار کی اہمیت یہود کے ہاں بڑھ گئی اور وہ اسے باقیات ہیکل کا حصہ سمجھتے ہیں[20]

اہل اسلام اسے دیوار براق مانتے ہیں۔ جہاں سے حضرت محمدؐ نے معراج کے سفر کا آغاز فرمایا تھا۔ ہیکل کی تباہی عہد نامہ جدید کے مطابق مسیح کی پیشن گوئی کے مطابق ہے جو یہود کی اعمال بد کی سزا ہے۔ مختصر یہ کہ ہیکل کی عمارت یہود کے ہاں مقدس رہی ہے البتہ آج کے یہود کا مغربی دیوار اقصی پر دعویٰ محض ایک غاصبانہ طرز فکر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔[21]یروشیلم میں یہ عصر یہود کا مرکزی اہمیت کا مظہر تھا۔[22]مسلسل کھدائیوں کے باوجود بھی یہاں ہیکل سلیمانی کے آثار نہیں ملے۔ لیکن یہود نے اس پہاڑی کا نام جہاں مسجد اقصیٰ واقع ہے۔ کلیسا کی پہاڑی Tample Mount کے نام سے بدل دیا ہے۔ موجودہ اسرائیل کی سرکاری ویب سائٹ www.Tample Mount.org.com ویب سائٹ سے موسوم ہے۔

کوہ صیہون:

کوہ صیہون کو یہودی عقائد میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ان کے نزدیک یہ آخری امید ہے۔ ان کی عقیدت کا اندازہ اس تنظیم کی وجہ تسمیہ سے لگایا جاتا ہے۔ جس کو موسوم ہی اس پہاڑ سے کیا گیا ہے۔ یعنی صیہونیت Zlonism ۔ پرانے عہد نامہ میں اس کا ذکر یبوی قلعہ کے طور پر آیا ہے۔[23]داؤد بادشاہ نے اس پر قبضہ کیا اور اس کا نام داود کا

شہر رکھا۔ اس وقت یہ قلعہ ہیکل کے جنوب کی طرف جاتی ہوئی طویل چٹان پر واقع تھا۔ لیکن سب علماء اس محل وقوع سے اتفاق نہیں کرتے۔ چنانچہ حضرت داود کی ارض فلسطین پر آمد اول فتح تھی۔ اس سے بھی اس پہاڑ کو متبرک سمجھا جاتا ہے۔ اس قلعہ میں تابوت سکینہ Ark of Covenant رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ پہاڑ یہود کی سیاسی و ثقافتی زندگی کا نشان بھی بن گیا ہے۔ اس کو "خدا کی مقدس پہاڑی" بھی کہا گیا۔ [24] الغرض یہود کے ہاں بنیادی مقامات مقدسہ یہی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ کا اجمالی ذکر ضروری ہے۔ جن میں مقبرہ داود، برج داود، سلوام کا حوض حزقیاہ بادشاہ کی سرنگ، شہر یروشیلم کے دروازے چنانچہ واضح ہوا کہ یروشیلم یہود کے نزدیک بہت اہمیت کا حامل ہے۔

یہودیت میں طریق عبادت:

عبادت کے لیے مقدس کتابوں میں کئی طرح کے الفاظ آتے ہیں۔ خدا کی بندگی، پرستش، پوجا کرنا، نماز، دعا، صلوٰۃ بندگی۔ "اور یست کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس نے انوس رکھا۔ اس وقت سے لوگ یہودہ کا نام لے کر دعا کرنے لگے۔ "[25] یونانی و عبرانی زبانوں میں عبادت کا مفہوم 'ایک غلام کا اپنے آقا کی خدمت کرنا' تھا۔

یہودی عبادت کا ڈھانچہ:

یہودیوں کی عبادت کا قدیم ترین طریقہ قربانی تھا۔ عبرانی ادب میں قربانی کے لیے قدیم ترین لفظ "منھا" Minha جس کے لفظی معنی دیوتا کی نیاز کے ہیں۔ جب تک بنی اسرائیل ثقافت کی ابتدائی منزلوں میں تھے اس وقت تک کھانا بھی بطور نیاز پیش کرتے تھے۔ اس کھانے کی تیاری میں غیر معمولی اہتمام ہوتا تھا۔ دیگر اقوام عالم کی طرح بنی اسرائیل بھی مانتے تھے کہ یہودا اس نیاز کے کھانے میں شریک ہوتا ہے۔ اس لیے گوشت اس کھانے کا لازمی جزو ہوتا تھا۔ اس کے لیے خاص طور پر جانور ذبح کیے جاتے اور اس طرح قربانی کا طریقہ رائج ہوگیا۔ صحرا نوردی کے اختتام پر اسرائیلی کنعان میں داخل ہوئے تو ان کے طرزِ بود باش میں انقلابی تبدیلیاں پیدا ہوگئیں وہ گلہ بانوں کی جگہ کاشکار بن گئے۔ اور قربانی کا رواج زور پکڑ گیا۔ یہی نہیں بلکہ انسانی قربانی بھی پیش کی جانے لگی۔ اسرائیلی یہودہ کے سامنے اپنی مرادوں کے برَ آنے کے لیے منتیں مانگا کرتے تھے۔ وہ جنگ کے موقع پر یہوداہ سے ملتجی ہوئے کہ دشمن پر غلبہ حاصل کر لینے کی صورت میں بطور قربانی فتوحین کے ہر فرد کو قتل کریں گے۔ عماس بنی تو اسرائیلوں کو ہر قسم کی قربانی سے منع کر دیا۔ عماس بنی نے تو بیان میں یہاں تک کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد میں سے کسی نے قربانیاں نہیں دیں ان کی غرض یہود کی گلہ بانی کا عہد مقصود رہا ہوگا ورنہ یہودیوں کی مذہبی کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلوں میں قربانی کا دستور قدیم الایام سے رائج تھا۔ [26] یہودیوں کو قربانیوں سے باز رکھنے کے لیے دوسرے نبیوں نے بھی کوشش کی جن میں یوشع اور جریمیا قابل ذکر ہیں۔ ابتدائی زمانہ سے ہی یہودی صبح وشام سوختنی قربانی

کرتے تھے۔ یہ ان کی عبادت کا اہم جزو سمجھا جاتا تھا۔ بھیڑ بکریاں، فاختہ اور کبوتر کی قربانی کو زیادہ بہتر سمجھا جاتا تھا۔ 1۔"جب تم میں سے کوئی خداوند کے لیے چڑھاوا چڑھائے تو تم چوپاؤں یعنی گائے بیل اور بھیڑ بکریوں کا چڑھاوا چڑھانا۔"[27] 2۔"وہ اپنی خطا کے لیے جرم کی قربانی کے طور پر وہ کبوتر کے بچے خداوند کے حضور کرتے۔"[28] "اس اگر کوئی خداوند کے حضور نذر کی قربانی چڑھاوالائے تو اپنے چڑھاوے کے لیے میدہ لے اور اس میں تیل ڈال کر اس کے اوپر لبان رکھیں۔"[29] 3۔"تم میں سے جب کوئی ان کاموں میں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے۔ کسی کام کو کرے اور اس سے نادانستہ خطا ہو جائے تو اپنی خطا کے واسطے ایک بے عیب بچھڑا خطا کی قربانی کے طور پر خداوند حضور گزارے۔"[30]

یہودیت وحدانی دین ہے اور ابراہیمی ادیان میں سے ہے۔ اس قوم کے لیے بہت سے پیغمبر مبعوث کیے گئے اور بنیادی طور پر یہ سامی النسل بنی اسرائیلی ہیں جو حضرت یعقوب کے بیٹے یہودا کی نسل سے ہیں۔ یہودیوں کی عبادت گاہ کو عبرانی میں "کنشت" اور یونانی میں "سیناگاگ" کہتے ہیں ان دونوں لفظوں کے بنیادی معنی ہیں جمع ہونا یا اکٹھا ہونا۔ [31] اس کے لیے زیادہ موزوں لفظ کنیسہ ہے بائبل کے اردو ترجمہ میں استعمال نہیں ہوا۔ غالباً یہ عبرانی لفظ کنشت کا مفرس ہے۔ جب یہودی بابل کی اسیری میں گئے تو انھوں نے اپنی عبادت قائم رکھی اور مختلف جگہوں پر عبادت خانے کنشت کھولے اس لیے یہ لفظ قدیم فارسی میں شامل ہوا۔ شروع میں یہودیوں کی مقدس ترین عبادت گاہ ہیکل یروشیلم میں تھی۔ لیکن بابل کی اسیری کے دوران اور اس کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ مذہبی تعلیم کا انتظام اور عبادت کا سلسلہ ہر جگہ قائم کیا جائے۔ پہلے عبادت اور قربانی لازم و ملزوم تصور کیے جاتے تھے۔ لیکن اسیری کے زمانہ میں ایک ناپاک غیر ملک میں قربانی نہیں بجالائی جاسکتی تھی۔ [32] یہودیوں کی عبادت گاہ سے متعلق یہ ہے کہ ہیکل سلیمان کی موجودگی تک یہودیوں کے مذہبی شعائر اور عبادت بنیادی طور پر ہیکل ہی سے متعلق تھی۔ اس کے بعد اب تو ہر کہیں سیناگاگ بطورِ عبادت گاہ استعمال ہوتی ہے۔"وہ خداوند کے ملک میں نہ گئے بلکہ اِفرائیم مصر کو واپس جائیں گے اور وہ اُسود میں ناپاک چیزیں کھائیں گے۔"[33] اس لیے دینی تعلیم کو برقرار رکھنے کے لیے عبادت خانوں کا انتظام کیا گیا۔ روایت کے مطابق جس گاؤں یا قصبہ میں جہاں دس یا اس سے زیادہ بالغ یہودی پائے جاتے تھے وہاں ایک عبادت خانے کا ہونا ضروری تھا۔ تاکہ مذہبی تعلیم دینے کا بندوبست ہو سکے اور ہر شخص کو شریعت سے واقف کرایا جائے۔ یہودیوں کے جدید معبد سیناگاگ ہے۔ یہ یہودیوں کی عبادت گاہ اور ان کا تعلیمی مرکز اور دیگر معاملات کا بھی مرکز ہے۔ سیناگاگ میں Cantor Leader of worship عبادت کرواتا ہے۔ وہ دعاؤں کے حصے اونچی آواز میں پڑھتا ہے۔ جبکہ باقی لوگ خاموشی سے دعائیں پڑھتے ہیں۔ بہت ساری دعائیں گا کر پڑھی جاتی ہیں۔ عبرانی زبان میں

مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ جیسے چھٹی کے دن، سوموار اور جمعرات کے دن پڑھی جاتی ہیں۔ عام طور پر ان کا ایک سکول ہوتا ہے جہاں یہودی بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ یہودی کیمونٹی کا ایک معاشرتی مرکز ہے۔ ربی روحانی رہنما اور یہودی قانون کا عکاس تھا۔ ربی کا لغوی معنی "میرا استاد" ہے۔ وہ آدمی جو ربی بننا چاہے ضروری ہے کہ کئی سال تک وہ بائبل کی مقدس تحریر، یہودی تاریخ فلسفہ اور قانون پڑھے۔ ربی صرف مردوں کو بننے کی اجازت تھی لیکن اب اصلاح شدہ یہودیوں نے ۱۹۷۲ء سے عورتوں کو بھی ربی بننے کی اجازت دے دی ہے۔

مخصوص عبادت:

Judasim کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ یہودی عبادت گھر اور Synagogue دونوں جگہوں پر کرتے۔ یہ عبادتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

.1 سبت کی موم بتیوں کا جلانا .2 سبت کے کھانے پر روٹی اور شراب کو برکت دینا .3 چھٹی کے دن کی عبادتیں یہ بھی یہودی گھر پر مناتے ہیں

سیناگاگ میں عبادت کے لیے تینوں فرقوں کے طریقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ Conservative یہودیوں کی مجالس میں روزانہ عبادت کی جاتی ہے جبکہ اصلاح پسند صرف چھٹی کے موقع پر عبادت کرتے ہیں اور کچھ Conservative مجالس میں جب تک دس آدمی موجود نہ ہوں۔ مجالس منعقد نہیں کرائی جاسکتی۔ دس آدمیوں کی کم سے کم تعداد کو Miyon کہتے ہیں۔ ان کی عبادت بنیادی طور پر تورات پڑھنا، Siddur کی دعائیں اور گانے پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اور اصلاح شدہ یہودیوں کی عبادات موسیقی اور مذہبی مذاکرات پر بھی مشتمل ہوسکتی ہے۔[34] یہودی عبادت گاہ کا احترام مندرجہ ذیل ہیں۔

عبادت کرنے والے جب داخل ہوتے ہیں وہ سر جھکاتے ہیں۔ یہ عمل وہ نماز کے دوران بھی کرتے ہیں۔ جس کو "رکوع و قیام" کہتے ہیں۔ راسخ العقیدہ یہودی مرد اور عورتیں الگ ہوتے ہیں اور دونوں کو اپنے سر ڈھانپنا ہوتے ہیں۔ ان کی عبادت کی زبان عبرانی ہے۔ اصلاح پسند یہودی امریکا اور یورپ میں موجود ہیں۔ یہ عقائد اور وظائف میں جدید ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی عبادات عام طور پر جمعہ کی شام اور سیناگاگ میں ہوتیں ہیں۔ مرد اور عورتیں سر ڈھانپے بغیر اکٹھے بیٹھتے ہیں۔ زیادہ تر عبادت مقامی بولی میں اور کہیں کہیں عبرانی کا لفظ شامل حال ہوتا ہے۔ آرتھوڈکس یہودی جب عبادت گاہ میں داخل ہوتے ہیں تو وہ سر پر ٹوپی پہن لیتے ہیں۔ ان کی ٹوپی چھوٹی سی اور جالی دار ہوتی ہے۔ کوئی بہت بڑی ٹوپی وہ نہیں پہنتے۔ اور جہاں بال گھومتے ہیں صرف اتنے حصے پر پہنتے ہیں۔ ان کے جھنڈے پر چھ کونوں والا ستارہ بنا ہوتا ہے۔ بعض بالکل ویسا ہی ستارہ اپنی ٹوپی پر بنواتے ہیں جو کہ ان کی شناختی علامت ہوتی ہے۔

☆ سینا گاگ میں داخل ہونے سے پہلے وہ جوتے اتارتے ہیں۔

☆ یہویوں کے نزدیک ہے کہ سینا گاگ خدا کا گھر ہے۔ اس جگہ وہ خدا کو محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کی موجودگی کو بھی۔ تو یہودی زیادہ تر اجتماعی طور پر عبادت کرتے ہیں تو سینا گاگ میں ان کا رویہ ایک دوسرے کے ساتھ انتہائی احترام والا ہوتا ہے۔ [35]

☆ یہودی عبادت گاہ کو خدا کا گھر سمجھتے ہیں اس لیے عبادت گاہ میں جانے سے پہلے عمدہ لباس پہنتے ہیں۔ کچھ مواقع ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں پر وہ معمولی لباس میں بھی چلے جاتے ہیں۔

☆ کچھ عبادت گاہیں غیر رسمی ہوتی ہیں۔ لیکن عام طور پر عورتیں سوٹ پہنتیں ہیں اور مرد پینٹ کوٹ پہنتے ہیں۔ اس میں چھوٹے بچے کھیلوں والے کپڑوں میں بھی جاسکتے ہیں۔

☆ سوائے اصلاح یافتہ عبادت خانوں کے، مرد اور لڑکوں کو اپنے سر ڈھانپ کر آنا چاہیے۔

☆ احترام کے حوالے سے غیر یہودیوں کو بھی چاہیے کہ وہ سینا گاگ میں رسم و رواج پر عمل کریں۔ جب وہ داخل ہوں تو کپاہ پہنیں۔ یعنی اپنے سر کو ڈھانپ لیں۔ کپاہ کو یہودیوں کے ہاں احترام کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

☆ جو آدمی بار متز وا ہوتے ہیں وہ سختی سے ٹالس Tallis پہنتے ہیں۔ بار متز وا یہودیت میں کسی ایسے بچے کو کہتے ہیں جو قانونی طور پر بالغ ہو گیا ہو۔ اس پر تمام شرعی احکامات کی پابندی کرنا فرض قرار دیا جاتا ہے۔ جب لڑکا تیرہ سال کا ہو جائے تو اس موقع پر تقریب کا اہتمام ہوتا ہے۔ جس کو بار متز وا کہتے ہیں۔

☆ اس طرح کچھ لبرل عورتیں بھی کپاہ اور ٹالس پہنتی ہیں۔ لیکن یہ فرض نہیں ہے۔ [36] یہودیوں میں سبت کی عبادات سینیچر کی صبح کو شروع ہوتی ہیں جس میں تورات کی تلاوت اہم جز ہوتی ہے۔ جس میں ان سب کے لیے لازم ہے کہ وہ عبادات کے لیے وقت پر سینا گاگ میں آئیں۔ جب وہ سینا گاگ میں داخل ہو جائیں تو وہ اپنی مرضی کی عبادات نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو چاہیے کہ وہ تورات کو پڑھیں اور ربی کے خطبات سنیں۔

☆ جو کتابیں عبادت گاہ میں استعمال کی جاتیں ہیں وہ بھی مقدس سمجھی جاتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مشتمل ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ بھی احترام سے پیش آنا چاہیے۔

☆ کچھ یہودی نماز کی کتاب کا اتنا احترام کرتے ہیں کہ اگر وہ زمین پر گر جائے تو چوم کر اُٹھا لیتے ہیں۔

☆ ان کی سبت کی عبادات میں دو کتابیں استعمال کی جاتی ہیں۔

i کتاب سدور ii Chumash یہودیوں کی مذہبی کتاب یعنی کتاب موسیٰ۔

کتاب موسیٰ بائبل کی پہلی پانچ کتابوں کو کہتے ہیں

☆تورات کو مختلف حصول میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جس میں ان کو ہر ہفتے اتنے ابواب کو پڑھنا ہوتا ہے اور تقسیم ایسی ہوتی ہے کہ تورات سال میں مکمل ہو جائے۔ یعنی پورے سال میں اس کو ایک دفعہ پڑھ لیا جائے۔ کچھ عبادت گاہیں ایسی بھی ہیں جہاں پر پوری تورات کو دو یا تین سال کے اندر ختم کیا جاتا ہے۔

☆تورات کا مقرر کردہ حصہ جب مکمل پڑھ لیا جاتا ہے تو اجتماعی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ تورات کو ہر شخص اُٹھا کر دیکھتا ہے جتنا حصہ پڑھا جا چکا ہوتا ہے۔

☆سبت کی عبادات مختلف طریقوں سے ہوتی ہے جیسا کہ کھڑا ہونا، بیٹھنا، جھکنا وغیرہ۔ جب Ark صندوق کو کھولتے ہیں تورات کو کھولنے کے لیے تو جماعت کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس طرح مختلف عبادات میں کبھی جھکتے ہیں اور کبھی بیٹھ جاتے ہیں۔

☆ سیناگاگ میں داخل ہونے سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ سیل فون یاBeepersیعنی کوئی تیز آواز والی چیز۔ ساتھ نہ لے آئیں۔ اگر لے آئے ہیں تو سیناگاگ میں داخل ہونے سے پہلے اس کو بند کر دیں۔

سیناگاگ میں سگریٹ نوشی بھی منع ہے۔ تالیاں بھی مت بجائیں۔ فوٹو گرافی کی بھی اجازت نہیں ہے۔ کچھ عبادات ایسی ہیں جن میں فوٹو گرافی کی اجازت ہوتی ہے۔ جب تلاوت شروع ہو جائے تو سیناگاگ سے نکلنے یا داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔

سیناگوک کی دوسری سرگرمیاں:

سیناگاگ میں عبادات کے علاوہ کچھ غیر دینی سرگرمیاں بھی ہوتی ہیں۔ نوجوانوں کے لیے مطالعہ کی کلاس بھی ہوتی ہے۔ مذہبی سکول بچوں کے لیے۔

لیکچر وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ شادیاں بھی کرتے ہیں۔ [37]نماز جنازہ بھی سیناگوگ میں ہوتا ہے۔ میٹنگز بھی ہوتی ہے۔ نوجوان گروپ کی سرگرمیاں وغیرہ۔ [38] ان تمام باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہودی عبادت گاہ سیناگاگ میں داخل ہوتے ہوئے احتراماً سر جھکا کر اور مرد وزن سر ڈھانپ کر داخل ہوں۔ کٹر فرقوں میں عبرانی میں عبادت ہوتی ہے اور رسوم کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔ وقت کی پابندی اور نشست و برخاست کا خصوصی احترام کیا جاتا ہے جبکہ اصلاح پسند یہود نے ہر معاملے میں حتی الامکان آسانی کا اہتمام کیا ہے۔ عبرانی کی بجائے مقامی بولی میں مرد وزن مل کر عبادت کرتے ہیں۔

عیسائیت میں عبادت گاہوں کا احترام:

عیسائیت یا مسیحیت ادیان عالم میں وسعت والا دین ہے۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی کے آخر میں کوئی 1.9 ارب لوگ مسیحیت کے پیروکار تھے۔ ایمان اور اقدار کے کسی بھی اور نظام۔۔۔۔۔ افلاطونیت، مارکنزم یا جمہوریت وغیرہ کی طرح

مسیحیت کو کئی حوالوں سے صرف "اندر سے" سمجھا جا سکتا ہے۔ اندرونی پہلوؤں کو نظر انداز کرنا تاریخی لحاظ سے درست نہ ہوگا۔ مسیحیت ایک برادری، ایک انداز حیات، ایک نظام اعتقادات اور روایت کا نام ہے۔ مسیحیت کا ان میں سے ہر ایک پہلو دیگر عقائد کے ساتھ مشابہتیں رکھتا ہے۔ لیکن ہر پہلو واضح امتیازی عیسائی ماخذوں کا بھی حامل ہے۔ چنانچہ عیسائی نظریات کا مقابلتاً تجزیہ کرنا اور انھیں دیگر ادیان کے ساتھ تعلق میں بیان کرنا ناگزیر اور مفید بھی ہے۔ اس میں یسوع مسیح کی ذات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے

مسیحیت کے نزدیک مقامات مقدسہ:

مسیحیت کے ہاں درج ذیل مقامات کو درجہ تقدیس حاصل ہے۔ اور یہ مقامات ان کے ہاں نہایت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان مقامات کا اجمالی طور پر یوں جائزہ لیتے ہیں۔

> "نئے عہد نامہ میں یسوع کی زندگی کے آخری دنوں کے لمحہ لمحہ کی یادیں۔ آخری کھانا پکانے کا بالا خانہ جہاں بعد ازاں روح القدس بھی رسولوں پر نازل ہوا۔ مقدسہ مریم کی جائے ولادت اور قبر، زیتون کا باغ، پطرس کے انکار اور یہوداہ اسکریوتی کے پھانسی لینے کی جگہ، اے ہمارے باپ کی سکھانے کی جگہ، کوہ کلوری اور راہ کلوری، قبر المسیح، قیامت اور صعود المسیح کے مقامات اور دیگر بہت سی جگہیں۔"[39]

چنانچہ سب کی تفصیل میں جانا تو طوالت کا باعث ہوگا چند ایک مختصر ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔

ہیکل اور یسوع:

دراصل مسیح کا بچپن میں ہیکل لایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہودیت کے منسوخ ہونے کا وقت آ پہنچا۔ قرآن کریم کے برعکس اناجیل میں مسیح کے باپ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت مسیح کے والدین بقول اناجیل ہیکل سے مذہبی عقیدت رکھتے تھے اس لیے طہارت کے بعد مقدس مریم اور یوسف حضرت مسیح کے والد، بقول اناجیل اسے ہیکل لائے۔ اس دوران وہاں موجود شمعون نامی بزرگ نے مسیحؑ کی نبوی حیثیت کو پہچانا اور مریم مقدس سے مخاطب ہو کر کہا تیری جان جلد ہی چھد جائے گی۔ [40] چنانچہ مسیح السلام علیہ کی ہیکل سے نسبت ہیکل کو مسیحیت کے لیے مقدس بنا گئی اور یوں یہود کی طرح مسیحیوں کے نزدیک بھی ہیکل کو مقدس جانا جاتا ہے۔

سلوام کا حوض:

یہ حوض سرسبز و شاداب باغات کی آب پاشی کا کام کرتا ہے۔ حضرت مسیح نے نابینا کو اس حوض میں آنکھیں دھونے کا حکم دیا۔ اور وہ بینا ہو گیا۔ انجیل یوحنا میں اسے یوں بیان کیا گیا ہے: "یہ کہہ کر اس نے زمین پر تھوکا اور تھوک سے مٹی

گوندھی۔ اور وہ مٹی اس اندھے کی آنکھوں پر لگادی اور اس سے کہا: جاسلوام کے تالاب میں دھو۔ پس وہ گیا اور دھویا اور بینا ہو کر لوٹا۔"[41] اس مقام کو مسیحی برکت شلوان کا نام دیتے ہیں۔ یہاں گرجے بھی بنتے رہے لیکن حالات کا ساتھ ساتھ کھنڈرات کی شکل اختیار کر گئے۔ سلوام کا حوض جہاں عیسیٰؑ نے مادرِ زاد اندھے کو آنکھیں اور بینائی بخشی تھی اس وجہ سے مسیحیوں کے نزدیک یہ بھی مقدس ہے۔

بالائی منزل بالاخانہ:

حضرت مسیح پیلاطس کے فیصلہ سنانے سے قبل روپوش تھے۔ اس دوران انھوں نے شاگردوں سے کچھ کھانے کی درخواست کی دراصل یہ عید فصح کا تہوار تھا۔ [42] یہ بالائی منزل کہاں واقع تھا؟ نیز انجیل میں اس دعوت کی تفصیلات ملتی ہیں کہ دکھ سہنے سے قبل میں تمھارے ساتھ فصح کھاؤں[43] اس حوالے سے اس کھانے کی باقاعدہ تیاری کا ذکر انجیل مرقس میں ملتا ہے۔ یہ بالاخانہ انجیل لکھنے والی کاتبین یوحنا اور مرقس کا ذاتی گھر تھا۔ جو دو منزلوں پر مشتمل تھا۔ چنانچہ یہاں مسیح نے شاگردوں کے ساتھ فصح کھائی۔ [44] اس پر یادگار بنائی گئی یہ یادگار رومی دور میں بنائی گئی اس مکان کا محل وقوع زیتون کے پہاڑ کے جنوب مغربی کونہ کے قریب ہے۔ یہاں اب بھی گرجا موجود ہے۔ جو اس مقام کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے معرض وجود میں آیا۔

صلیب گاہ گلگتا:Golgotha

مقام گلگتا کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا یہی وہ مقام ہے جہاں مسیحؑ کو صلیب پر چڑھایا گیا اس بارے میں کافی نظریات ہیں۔ لیکن راجح یہی ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مسیحؑ کو صلیب کی نظر کیا ہے۔ یہ پہاڑی کی پشت ہے اور خاص جگہ ہے۔ گول اور گنجی یعنی بے شجر و بے گیاہ ہے۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ اس جگہ سرکاری احکام کی تعمیل کی جاتی تھی اور عام طور پر جلاد اسی جگہ مجرموں کی گردن مارتے تھے اور یہاں انسانی کھوپڑیوں کے ڈھیر لگ جاتے تھے اب اس جگہ کو جبل گلگتا یا ماؤنٹ کیلویری کہتے ہیں۔ [45] چنانچہ صلیب کو مقدس سمجھنا مسیحی عقیدہ کا حصہ ہے۔ تو اس مقام کو تو بدرجہ اولیٰ یہ مقدس مانتے ہیں۔

باغ میں قبر:

مسیحیوں کے بقول مسیحؑ کو صلیب دینے جانے کے بعد ایک باغ میں دفن کیا گیا۔ صلیبی مجرم کو کفن دفن میں نہیں دیا جاتا تھا۔ یہ ایک باثر شخص یوسف السلام علیہ کے اثرورسوخ کا نتیجہ تھا کہ مسیح العیاذ باللہ کو باقاعدہ کفن دفن کی تعظیم عطاء ہوئی۔ یہ قبر یہودی روایات کی علمبردار تھی ایک چٹان کے اندر اور اوپر پتھر رکھا ہوا تھا۔ [46] چنانچہ یہ مقام بھی مسیحیوں کے ہاں بوجہ فضیلت کا حامل ہے۔

گرجا صعود:

ان مقامات کے علاوہ صعود کا گرجا یعنی جہاں سے مسیحؑ بقول مسیحیوں کے زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے اسے چرچ آف ریزوریکشن "RessurectionChrch of" کہا جاتا ہے اس مقام پر دو گرجے بنوائے گئے۔ ایک گرجا ۱۸۶۸ء میں بنا۔ [47] جو اب بھی موجود ہے گرجا صعود کو اب اچھے انداز میں بحال کر دیا گیا۔ لیکن اس کا مشرقی کونہ اور نماز کا تہہ خانہ عمارت میں چھپا دیا گیا ہے۔ ان مقامات کے علاوہ جہاں جہاں بھی مسیح گئے مسیحی انھیں متبرک سمجھتے ہیں اور وہاں کوئی نہ کوئی یادگار ضرور بنائی گئی ان میں قلعۂ انتونیہ، جو ہیرودیس کا محل تھا، جہاں حضرت مسیحؑ کو سزا سنائی گئی اور وہ صلیبی راستے جہاں سے گزر کر وہ صلیب گاہ تک پہنچے، ان سب کی مسیحیت میں بہت اہمیت ہے۔ چونکہ یہ مقامات یروشیلم میں واقع ہیں۔ اس لیے یروشیلم بیت المقدس کی اہمیت بالواسطہ طور پر ثابت ہے۔ چنانچہ یہودیت کی طرح مسیحیت میں بھی یروشیلم کو ایک خاص روحانی اہمیت حاصل ہے۔

مسیحی عبادت گاہ:

مسیحیوں کی عبادت گاہ کو چرچ، گرجا گھر معبد خانہ، کلیسا بھی کہتے ہیں۔ مزید عبادت گاہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کلیسا کا مفہوم:

"مسیحیت میں انگریزی لفظ چرچ، یونانی لفظ کلیسا کا مترادف ہے اور اپنی اصل کی طرح تین معنوں میں مشتمل ہے۔ چرچ یا کلیسا کے ایک معنی تو اس عمارت کے ہیں جہاں مسیحی عبادت کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ دوسرے معنی میں اس کے مسیحی اُمت کے ہیں۔ جس میں تمام مسیحی خواہ وہ کسی ملک قوم و ملک کے ہوں برابر کے شریک ہیں۔ اور اپنے تیسرے معنی میں چرچ یا کلیسا مسیحیت کے دینی رہنماؤں کی وہ جماعت ہے جو دینی امور میں تمام مسیحیوں کی سربراہ اور ذمہ دار ہے۔"[48]

کلیسا:

گرجا، نصاریٰ کا معبد، قوم ترسا کا مندر،[49]

A Church: building used for Public Christian worship, christian collectively ,organized christian society.[50]

Encyclopedia of Britannica کا مقالہ نگار لکھتا ہے۔ لفظ "چرچ" مسیحیوں کی مذہبی جماعت اور عبادت خانہ دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ [51]

کلیسا کا آغاز وارتقاء:

دوسری صدی سے سادہ طرز کی چند عبادت گاہیں تعمیر ہونے لگیں۔ لیکن بہت سی عبادتیں لوگوں کے گھروں میں کھلے صحن میں یا زمین دوز قبرستانوں میں ہوا کرتی تھیں۔ چوتھی صدی سے ہر جگہ گرجے استعمال ہونے لگے۔ عبات

خانوں کا عام نقشہ رومی کچہری Baslica کے نقشے کے مطابق تھا۔ مصنف کے تخت کی جگہ بشپ بیٹھا کرتا تھا۔ اس کے دونوں طرف خدام الدین بیٹھتے تھے۔ نصف دائرے کے مرکز میں پاک میز رکھی جاتی تھی۔ زمانہ حال تک روما شہر کے گرجے اسی شکل کے ہیں۔ گرجے کی سب دیواروں پر اندر کی طرف دینی تصویریں ہوتی تھیں۔ اعمال کی کتاب میں کلیسا ایسی تھی جسے ہاؤس چرچ کہا جاتا تھا۔ ابتداء میں عیسائی گھروں میں جمع ہوا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مذہب مخصوص مقدس مقامات سے آزاد ہو کر عالمگیر سکونتی جگہ یعنی گھر میں مرکوز ہو گیا۔ اُنگر کہتا ہے کہ دو صدیوں تک گھر مسیحیوں کے جمع ہونے کے مراکز کا کام دیتے رہے۔ ولیم میکڈونلڈ کہتا ہے کہ:

> "ہو سکتا ہے کہ ہم یہ سوچنے لگیں کہ معاشی ضرورت سے مجبور ہو کر وہ مسیحی گھروں میں جمع ہوتے تھے اور اس میں روحانی خیال یا سوچ کا عمل دخل نہیں ہے۔ ہم گرجا گھروں کے اتنے عادی ہو گئے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں اللہ کے نزدیک یہ مثالی مقام ہیں۔"

لیکن بڑی مضبوط دلیل ہے کہ پہلی صدی کے ایماندار شاہد ہم سے زیادہ دانا اور عقل مند تھے۔ دنیا میں غربت اور صحت اور محتاجی اتنی زیادہ ہے کہ سوچ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے ایسی صورت حال میں ایسی شاندار اور پر تعیش عمارت پر لاکھوں روپیہ خرچ کرنا مسیحی ایمان اور محبت کے اصول کے منافی ہے۔

> "یہ فرق بالکل درست اور معنی خیز ہے۔ رسولوں نے کلیساؤں کی بنیادیں رکھیں۔ انھوں نے کسی اور چیز کی بنیاد نہیں رکھی۔ کیونکہ جو مقصد ان کے سامنے تھا اس کے لیے نہ کسی اور چیز کی ضرورت تھی۔ اور نہ کوئی اور چیز موزوں ہو سکتی تھی۔ جس مقام پر بھی وہ محنت کرتے تھے وہ ایمان لانے والوں کی مقامی جماعت بنا دیتے تھے۔ وہاں بزرگوں۔۔۔۔۔۔ ہمیشہ بزرگوں۔۔۔۔۔۔ ایک بزرگ نہیں۔۔۔۔۔۔ بلکہ بزرگوں کو مقرر کر دیتے تھے۔"52

کتاب مقدس میں ہے کہ "تاکہ بزرگ ان کی رہنمائی کریں۔ ان پر اختیار رکھیں اور ان کی پاسبانی کریں۔ اور وہ لکھتے ہیں کہ اور یہ ایسے لوگ ہوتے تھے جن کو خدا توفیق اور لیاقت دیتا تھا اور مقدسین انھیں تسلیم کرتے تھے۔" ابتدائی مسیحی اور ان کے رسولی راہنماؤں کے نزدیک مقامی کلیسا ہی وہ یونٹ تھی جس کے وسیلے سے خدا کام کرتا تھا اور جس کو دوام بخشنے کا وعدہ اس نے کیا ہے۔ یروشلیم میں کلیسا قائم ہوا جو کہ مسیحیوں کا سب سے پہلا کلیسا تھا۔ ابتداء میں سات

مقدس مسیحی کلیسا تھے۔ جن کا ذکر کتاب مقدس میں ہے۔ تاریخ میں جن نو کلیساؤں نے پہلی دو صدیوں میں شہرت اور استقامت حاصل کی وجہ مندرجہ ذیل ہیں۔ ١۔ اور شیلم ٢۔ انطاکیہ ٣۔ افسس ٤۔ ازمرنا ٥۔ اتھینی ٦۔ کورنتھ ٧۔ روم ٨۔ کرتھاگو ٩۔ سکندریہ۔

کلیسا میں مسیحی طرزِ زندگی:

کلیسا یونانی لفظ Ekklesia سے نکلا ہے عہد جدید میں متعدد دفعہ استعمال ہوا ہے۔ اس کا لغوی مطلب جماعت ہے۔ یعنی کلیسا کی ابتداء میں اس لفظ میں کسی عمارت یعنی گرجا گھر یا نظام کا تصور نہیں پایا جاتا تھا۔ بلکہ زیادہ تر رفاقت کا۔ آج کل بہت زیادہ کلیسائی نظام اور گروہ موجود ہیں۔ مثلاً رومن کیتھولک، پروٹیسٹنٹ، پینتی کاسٹل اور بیپٹسٹ وغیرہ۔ [53] کلیسا میں مسیحی طرز زندگی مندرجہ ذیل ہیں۔

١۔ سب سے پہلے یہ ہے کہ بپتسمہ کے ذریعے کلیسا میں داخل ہو جایا جاسکتا ہے۔ یعنی یہ وہ رسم جس کے ذریعے مسیح کلیسا میں داخل ہو جاتا تھا۔

٢۔ مسیحی عبادت کا دن اتوار تھا، اور یہ سو فیصد یقینی ہے کہ مسیحیوں نے پہلی، دوسری اور تیسری صدیوں کے دوران متواتر اتوار کے دن عبادت کی یروشیلم سے شروع کرکے ہم اشیائے کوچک، یونان، شام، مصر، رومہ، پارتھی حکومت، شمالی افریقی اور ریدسیہ تک دورہ کریں گے اور ہر جگہ یہ پائیں گے کہ مسیحی اتوار کو مانتے تھے۔

٣۔ کام کاج سے پہلے صبح سویرے عشائے ربانی کی عبادت اور شراکت ہوا کرتی تھی اور شام کے وقت کام ختم کرکے محبت کی ضیافت ہوا کرتی تھی۔ [54]

٤۔ نئے عہد نامہ میں ایسی کلیساؤں کا ذکر ہے جو گھروں میں تھیں۔ "ہر روز ایک دل ہو کر ہیکل میں جمع ہوا کرتے اور گھروں میں روٹی توڑ کر خوشی اور سادہ دلی سے کھانا کھایا کرتے تھے۔"[55] "میں تم سے خیبے کی جو بین اور کنخریہ کی کلیسا کی خادلہ سے سفارش کرتا ہوں کہ تم اسے خداوند میں قبول کرو جیسا مقدسوں کو چاہیے۔۔۔۔۔ اور اس کلیسا سے بھی سلام کہو جو ان کے گھر میں ہے۔"[56] سوائے ایدسیہ میں پہلے دو صدیوں میں کوئی خاص مسیحی گرجا گھر نہ تھا بلکہ کلیسا ایک مال دار مسیحی کے گھر میں جمع ہو کر عبادت کرتی تھی۔

کلیسا کے آداب:

مسیحیوں کے ہاں عبادت گاہ کا تصور نہایت محدود ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی دینی، معاشرتی، سماجی زندگیوں میں کلیسا کو کبھی بھی مرکزی حیثیت حاصل نہیں رہی۔ کلیسا میں جانے اور اس میں عبادت کرنے کے چند آداب ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔ تاہم میں نے Fr. Joseph Shahzad Rector; Sacrad Heart Cathedral Church Lahore سے ملاقات کرکے ان سے کلیسا کے آداب کے متعلق دریافت کیا۔ جس نے مندرجہ ذیل آداب بتائے۔

۱۔ خانہ خدا میں عبادت کے لیے انسان کو غسل کر کے، صاف ستھرے کپڑے پہن کر حاضر ہونا چاہیے۔ دل کی پاکیزگی بہت ضروری ہے۔[57]

ایک دوسری جگہ یہ بیان ہوا:

> "جس خدا کی عبادت میں صاف دل سے باپ دادا کے طور پر کرتا ہوں اس کا شکر ہے کہ اپنی دعاؤں میں بلا ناغہ تجھے یاد رکھتا ہوں۔"[58]

۲۔ مسیحی روحانی پاکیزگی کے لیے توبہ کی رسم میں شامل ہوتے ہیں گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں تاکہ پاک صاف ہو کر شامل ہو سکیں۔

۳۔ گرجا میں عبادت شروع ہونے سے پہلے سب پر پاک پانی چھینکا جاتا ہے۔

٤۔ گرجا گھر کے تمام دروازوں کے ساتھ پانی کے چھوٹے چھوٹے حوض لگے ہوتے ہیں جن میں مسیحی چرچ میں داخل ہو کر پہلے اس میں انگلیاں ڈبو کر صلیب کا نشان بناتے ہیں۔ یہ بھی چرچ کی پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے۔ .5۔ کلیسا میں داخل ہو کر جھک کر دعا کی جاتی ہے۔

مزید پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کے احترام میں مسیحی جھکتے ہیں۔

1۔ فادر کے لیے جھکاؤ ۲۔ فادر کی کرسی ۳۔ پاک الٹر گاہ قربان گاہ ٤۔ صلیب وہ Crusific جس پر حضرت مسیح کی شبیہ بھی ہو۔ ٥۔ صندوق ٦۔ کلیسا میں آنے والے ہر فرد پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ احترام اور محبت سے پیش آئیں خواہ وہ انتظامیہ ہو چرچ کا یا عام عبادت گزار۔ "بادشاہ کی عزت کرو۔"[59] ایک دوسری جگہ بھی مذکور ہے: "اے جوانوں تم بزرگوں کے تابع رہو۔"[60]

۷۔ کلیسا میں عورتیں الگ ہوتی ہیں اور مرد الگ ہوتے ہیں۔ کچھ کلچر پر بھی منحصر ہوتا جیسا کہ بین الاقوامی ملک میں عورتیں مرد اکٹھے بھی بیٹھ جاتے ہیں۔

۸۔ مسیحی عورتیں چرچ میں خطبہ Sermon نہیں دی سکتیں۔ جیسا کہ مسلم عورتیں جمعہ کا خطبہ نہیں دے سکتی۔ کتاب مقدس میں ہے کہ

> "عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ انھیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا توریت میں لکھا ہے۔ اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے شوہر سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہ۔"[61]

۹۔ کلیسا میں داخل ہونے کے لیے اور عبادت کے لیے خواتین سر کو ڈھانپ کر رکھیں اور مرد ننگے سر۔

"جو مرد سر ڈھنکے ہوئے دعا یا نبوت کرتا ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے اور
جو عورت بے سر ڈھنکے دعا یا نبوت کرتی ہے۔ وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے
کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے۔"

"اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہیں چاہیے۔"[62]

۱۰۔ کلیسا میں بنچوں پر جوتے پہن کر عبادت کی جاتی ہے۔ لیکن آلٹر قربان گاہ پر جوتے اتار کر جایا جاتا ہے۔ مسیحی حضرات کے بقول عبادت چونکہ دعا ہے اور دعا اٹھتے بیٹھے ہر وقت کی جا سکتی ہے۔ لیکن قربان گاہ ان کی مقدس ترین مقام ہے لہٰذا وہاں جوتے اتار کر جایا جاتا ہے۔ بائبل کے مطابق جب حضرت موسیٰ کو کوہِ طور رب کے حکم سے جوتے اتار کر گئے تھے۔ ان کے مطابق ہر عبادت گاہ خدا کا گھر ہے۔ چاہے وہ یہودی، مسلم، ہندو عبادت خانہ ہے۔ وہاں خدا موجود ہوتا ہے تو وہاں جوتے اتار کر جانا چاہیے۔

۱۱۔ مسیحی چرچ کے اندر سماجی کام نہیں کرتے۔

۱۲۔ چرچ میں گیت بھی گائے جاتے ہیں۔ گیت میں بھی تقدس شامل ہوتا ہے۔ اس موسیقی کو لطوریای موسیقی کہتے ہیں۔ لطوریای موسیقی بھی ان کی عبادت کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی موسیقی شامل نہیں ہوتی۔ زیادہ تر زبور شامل ہے یہ عباداتی موسیقی ہے۔

۱۳۔ کلیسا میں شراب نوشی اور سگریٹ نوشی کرکے آنے کی ممانعت ہے۔

۱۴۔ چرچ میں جانے کے لیے اور عبادت کے لیے چرچ کا فادر کا مخصوص لباس ہوتا ہے جو وہ پہن کر آتا ہے۔

۱۵۔ چرچ کے اندر شادیاں بھی کرتے ہیں۔ شادی بھی کیتھولک چرچ میں ایک مقدس فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ تاہم ان کے مطابق شادی ایک ایسا رشتہ ہے جس سے کسی بھی صورت خلاصی ممکن نہیں ہے۔ اسی بناء پر کیتھولک مسیحیوں کے ہاں بعض مخصوص وجوہات کے علاوہ طلاق کرنے کو ناجائز سمجھا جاتا ہے۔

۱۶۔ کیتھولک مسیحی کے ہاں یہ رسم کسی مسیحی شخص کو چرچ کا بشوپ بنانے کے لیے ادا کی جاتی ہے۔ اس رسم میں استاد یا چرچ کو بشوپ فرد کے سر پر ہاتھ رکھ کر مقدس کتاب سے کچھ آیات پڑھتا ہے۔ اور انھیں کچھ مقدس احکام سناتا ہے۔

۱۷۔ چرچ میں عبادت کے بعد کچھ کھانے پینے کی چیزیں بھی دیتے ہیں اور یہ کھانے کی چیزیں دینے سے پہلے فادر مسکرتا ہے۔ پھر سب میں تقسیم کر دیتا ہے۔

۱۸۔ چرچ میں لوگ چندہ بھی دیتے ہیں۔ جو کہ فادر اس کو چرچ کی ضروریات پر خرچ کرتا ہے اور غریبوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔

۱۹۔ چرچ میں ایک گھنٹی لگی ہوتی ہے۔ جو یہ عبادت شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے بجائی جاتی ہے۔ جو کہ بلاوے کی نشاندہی کرتی ہے کہ خدا ان کو عبادت کے لیے بلا رہا ہے۔

۲۰۔ موم بتی امن کی علامت ہے۔ مسیح چرچ میں شمع بھی جلاتے ہیں۔ مسیحیوں کے مطابق ہے کہ حضرت مسیح نے فرمایا میں دنیا کا نور ہوں۔ تو یہ اس پاکیزگی اور ان کی موجودگی کو ظاہر کرنے کے لیے شمع جلاتے ہیں۔

۲۱۔ چرچ کے اندر مجسمے بھی لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیتھولک والے چرچ کے اندر مجسمے لگاتے ہیں۔ کیونکہ روم میں ایسا ہوتا ہے وہ مجسمے بنا کر رکھتے ہیں۔

۲۲۔ عبادت شروع ہونے سے پہلے سب سے پہلے چرچ میں کوائر جاتے ہیں۔ اس کے بعد عام لوگ جاتے ہیں۔ خدا کی حمد و ستائش کے گیت گائے جاتے ہیں۔ پھر انتظامیہ جاتی ہے۔ عین عبادت کے وقت Preacher آتا ہے اور پھر مخصوص گیت گا کر عبادت کا آغاز ہوتا ہے۔

۲۳۔ خوشی و مسرت کے مواقع پر خدا کا شکر ادا کرنے کے لیے دعائیہ الفاظ ادا کیے جاتے ہیں۔ "ہلیلویاہ" خدا کی تعریف کیتھولک کا یہ فتح کا نعرہ ہوتا ہے اور کیتھولک یہ نعرہ ایسٹر سے پنتی کوسٹ Penticost تک لگاتے ہیں۔ [63] 'یسوع" کلام مقدس میں ہے اگر کوئی خوش ہو تو حمد کے گیت گائے۔ [64]

خلاصہ کلام:

آدم کی تخلیق سے اب تک اس زمین پر جتنے ادیان آئے بگڑے یا ختم ہو گئے۔ جو اپنا وجود رکھتے ہیں ان کا اندازہ لگانا مشکل ہے نا ممکن نہیں اور اگر ایک عام اندازہ لگایا جائے تو یہ تعداد سینکڑوں سے ضرور تجاوز کرے گی۔ اگرچہ ان میں سے ہر دین الگ زمانہ میں، الگ جگہ پر اور الگ حیثیت سے رہا ہے لیکن ایک چیز جو ان تمام ادیان میں خواہ دین سامی ہو یا غیر سامی مشترک ہے وہ ہے "اُن کی عبادت گاہوں کا احترام" حتیٰ کہ بعض ایسے ادیان بھی ہیں مثلاً بدھ مت وغیرہ جو تصور الہ سے خالی ہیں مگر وہ بھی عباداتی نظام رکھتے ہیں اور اپنی عبادت گاہ کا احترام بھی کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تصور عبادت کی کیفیت اور نوعیت میں اختلاف رہا ہے اور اب بھی ہے جس طرح تمام ادیان اپنے اپنے انداز سے عبادت کرتے ہیں اسی طرح تمام ادیان عبادت گاہوں کا احترام بھی اپنے اپنے انداز سے کرتے ہیں۔ وہ ادیان چاہے سامی ہوں یا غیر سامی سب اپنی اپنی عبادت گاہوں کا اپنے مخصوص انداز سے احترام کرتے ہیں۔ ہر دین کے ماننے والا جب عبادت کرنے کے لیے جاتا ہے تو پہلے وہ بدنی پاکیزگی کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ سب نہا دھو کر اور صاف

ستھرے کپڑے پہن کر عبادت گاہ میں داخل ہوتے ہیں۔ کچھ دین کے ماننے والوں کا مخصوص لباس ہوتا ہے جو وہ پہن کر عبادت گاہ میں داخل ہوتے ہیں اور وہ لباس بھی پاک وصاف ہوتا ہے مثلاً یہودی کپاہ اور ٹالس پہنتے ہیں۔ تمام ادیان والے اپنی عبادت گاہ میں جانے سے پہلے اپنے جوتے باہر اُتارتے ہیں۔ کچھ ادیان میں مرد عبادت گاہ میں جانے سے پہلے اپنے سروں کو ڈھانپ کر جاتے ہیں اور کچھ ننگے سر۔ ہر ادیان کی عورتیں اپنے سر کو ڈھانپ کر جاتی ہیں۔ عبادت گاہ میں لڑائی جھگڑا سے اجتناب کرتے ہیں۔

نتائج بحث:

۱۔ ہر دین کی عبادت گاہ اس کے ماننے والے کے لیے متبرک ترین اور مقدس ترین جگہ ہوتی ہے اور وہاں وہ اپنے دینی عقائد کے مطابق اپنے اللہ، دیوتا یا خداوغیرہ کو راضی کرنے کے لیے مختلف اعمال سر انجام دیتا ہے۔ جس سے اسے مذہبی وروحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ادیان میں عبادت گاہوں کی اہمیت مسلم ہے اور کسی بھی دین میں اہم ترین حیثیت رکھتیں ہیں۔

۳۔ عبادت گاہیں تزکیہ نفوس کا کام بخوبی سر انجام دیتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنا گھر دنیا کے تمام معاملات سے زیادہ محبوب ترین ہیں اور جب بندہ اس کے گھر میں پورے اہتمام ظاہر وباطنی پاکیزگی کے ساتھ داخل ہوتا ہے تو وہ کوئی ایسا فعل سر انجام نہیں دیتا جس سے اس کا تقدس مجروح ہوتا ہو۔

۴۔ تمام ادیان میں عبادت کرنے کے لیے "عمارت" تعمیر کی جاتی ہے اس کے تمام ادیان میں مختلف نام ہیں۔ ادیان میں عبادت کے لیے جو عمارت تعمیر کی جاتی ہے اس کو مطلقاً عبادت گاہ کہا جاتا ہے۔ اسی مقصد کے تحت جو عمارتیں تعمیر کی جائیں گی وہ عبادت گاہیں کہلائیں گی، مندر، چرچ، مسجد، خانقاہ، سیناگاگ، آتش کدہ اس میں شامل ہیں۔

۵۔ ہر ادیان کے ماننے والا جب عبادت کرنے کے لیے عبادت گاہ کی طرف جاتا ہے تو سب سے پہلے وہ بدنی پاکیزگی کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ سب نہا دھو کر اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر عبادت گاہ میں داخل ہوتے ہیں۔ کچھ دین کے ماننے والوں کا مخصوص لباس بھی ہوتا ہے اور وہ لباس پاک وصاف ہونا ضروری ہے مثلاً یہودی کپاہ اور ٹالس پہنتے ہیں

۶۔ عبادت گاہ میں جانے سے پہلے عمدہ لباس پہنتے ہیں۔ آرتھوڈکس یہودی عبادت گاہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک مخصوص ٹوپی پہنتے ہیں۔ ان کی یہ ٹوپی چھوٹی سی اور جالی دار ہوتی ہے۔ اور مسیحیت کے نزدیک گرجاگھر چونکہ خانہ خدا ہے اس لیے مسیحی عبادت کے لیے غسل کرکے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر حاضر ہوتے ہیں۔

۷۔ یہودی مرد اور عورتیں اپنے سر ڈھانپتے ہیں اسی طرح عیسائیت میں کلیسا میں داخل ہونے کے لیے اور عبادت کے لیے خواتین سر کو ڈھانپ کر رکھتی ہیں۔

۸۔ یہودی اپنی عبادت گاہ میں داخل ہونے سے پہلے جوتے اُتارتے ہیں لیکن مسیحی چرچ کے اندر جوتے پہن کر آتے ہیں اور جب وہ الٹر گاہ قربان گاہ کی طرف جاتے ہیں تو جوتے اُتار کر جاتے ہیں۔ ہر چرچ میں الٹر گاہ ضرور بنی ہوتی ہے

۹۔ دونوں مذاہب میں عبادت گاہوں میں داخل ہو کر سگریٹ نوشی یا شراب پینا ممنوع ہے۔

حوالہ جات

[1] لویس معلوف، المنجد فی اللغۃ، مطبع دار المشرق، بیروت، ۱۴۲۳ھ،، ص ۴۸۲

Lōuis Mālōuf, **al-Mūnjad fi al-Lūgh,** published by Dār uīl-Mashriq, Beirut, 1423 AH, p. 482

[2] الرازی، محمد بن ابی بکر بن عبد القادر، مختار الصحاح، باب العین۔ دار لاحیاء اتراث بیروت، لبنان ۱۳۱۹ھ،، ص ۲۴۶

Al-Rāzi, Muhammad bin Abi Bākr bin Abdūl Qādir**, Mūkhtar al-Sāhah**, Bāb al-Aīn. Dārlahiyya al-Tārath Beīrut, Lebnon 1319 AH, p. 246

[3] الشیخ الامام شہاب الدین ابی عبد اللہ یاقوت بن عبد الحموی، معجم البلدان، دار صادر بیروت،، ج ۴، ص ۶۴

Al-Shŷkh al-Mām Shāhab al-Dīn Abī Abdūllāh, Yāqut bīn Abd al-Hamwī, **Mūjam al-Buldān**, Dārsadar Beīrūt, vol. 4, p. 64

[4] بنی اسرائیل ۲۳:۱۷

Bānī Isrāel 17:23

[5] الیاس انطون الیاس، قاموس الیاس۔ عربی انجلیزی، الناشر: شرکعت دار الیاس لعصریہ اشارع القاہرہ، ص ۴۲۱

Eliās Antōn Eliās, **Qamōs –e– Elias. Arabic Enjlizē,** Al-Nāshir: Shirkāt Dār Ilyās Lā-Isriŷāh Asārā Al-Qāirā, p. 421

[6] ایضاً: ص،69

Abid:p:69

[7] دہلوی، مولوی سید احمد، فرہنگ آصفیہ، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۶ء، ج، ۴، ۳، ص ۳۶۸

Dehlvī, Maūlvi Syed Ahmēd**, Fārhang Āsfiā**, Urdu Science Board, Lahore, 2006, Vol. 3, 4, p. 368

[8] الحاج، مولوی، فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز، اُردو بازار، لاہور، ص، ۸۹۰

Al-Hājj, Mōlvī, Ferozuddīn, **Feroz Al-Lūghat**, Feroz Sons, Urdu Bāzār, .Lāhore, p. 890

9 لویس معلوف، المنجد فی اللغۃ، ص، ۴۸۳۱

, Lōuis Mālōuf, **al-Mūnjad fi al-Lūgh**, **P., 4831**

10 خلیل اشرف عثمانی، المعجم، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، ۱۹۹۴ء، ص، ۴۶۹

Khālil Ashrāf Usmānī, **Al-Mu'jām**, Published Dārul-e-Sha'āt, Kārachī, 1994, p. 469

11 www.thinkenist.com / dictionary / meaning/ temple.

12 الذٰاریٰت: ۵۱:۵۶

Al-Zhārīt: 51:56

13 احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، ج۶، حدیث رجل من اصحاب النبیؐ، ص ۵۷۰

Ahmād Ibn Hanbāl, Imām, **Mūsnad Ahmād**, Volume 6, Hadith of the Companions of the Prophet, p. 570

14 ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب لایظلم المسلم المسلم، حدیث: ۲۴۴۲

Abū Abdūllah, Muhammad bīn Ismāil Bukhārī, **Sahih Bukhari**, Kītāb al-Mū'zalam wal Ghasab, Chapter Laiyzlam al-Muslim al-Muslim, Hadith: 2442

15 رومیوں کے نام خط: ۱۲:۱۸

Epistle to the Romans: 12:18

16 الحج: ۲۲:۴۰

HajĴ: 22:40

17 الرعد: ۱۳:۲۸

Al-Ra'd: 13:28

18 رابرٹ ڈین ڈی ویئر، یہودیت، تاریخ، عقائد، فلسفہ، مکتبہ بک ہوم، مزنگ روڈ لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۱

Robert Dean De Weir, **Judaism, History, Beliefs, Philosophy**, Maktābh Book Home, Mazing Road, Lāhore, 2006, p.11

19 پادری، خیر اللہ، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور، ص ۱۰۹۱

Pādrī, Khairullāh, **Qāmōs-ul-Kitāb**, Christian Publishing House, 36 Ferūzepūr Road, Lāhore, p. 1091

20 کیرن آرم سٹرانگ، یروشلم، ایک شہر تین مذاہب، مترجم، طاہر منصور فاروقی: ادارہ تخلیقات لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۵۶۰، ۵۵۹

Karen Armstrong, **Jerusalem, One City of Three Religions**, translated by .Tahīr Mansōr Farōqī: Creative Institute, Lāhore, 2015, pp. 559, 560

21 عذرا ۱۱۳:۳

Ezra 3:13-11

22 پادری خیر اللہ، قاموس الکتاب، ص ۹۵-۱۰۹۴

Pādrī, Khairullāh, **Qāmōs-ul-Kitāb,** pp. 95-1094

23 سموئیل ۵:۶-۹

Samuel 5:6-9

24 پادری خیر اللہ، قاموس الکتاب، ص ۱۰۵۰

Pādrī, Khairullāh, **Qāmōs-ul-Kitāb**, p. 1050

25 پیدائش ۴:۲۶

Genesis 4:26

26 کتاب مقدس کی مختلف آیات کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ خصوصاً احبار اور استثناء۔

It is written in the light of various verses of the holy book. Especially Leviticus and Deuteronomy

27 احبار۔۱:۲

Ahbār:1:2

28 ایضاً۔۱:۲

Abid:1:2

29 ایضاً۔۳:۴۔

Abid:3:4

30 ایضاً۔۳:۴۔

Abid:3:4

31 پادری خیر اللہ، قاموس الکتاب، ص ۶۲۵

Pādrī, Khairullāh, **Qāmōs-ul-Kitāb**, p. 625

32 پادری خیر اللہ، قاموس الکتاب، ص ۶۲۵

Pādrī, Khairullāh, **Qāmōs-ul-Kitāb**, p. 625

33 ہوسیع۔۹:۳

Hosāy 9:3

34 **World book Encyclopedia** ,V-11-P-143,U.S.A 1981

35 www.**Source of Judaism** 101. Synogogue. Jewish virtual Library.com,30 June2016

36 Abid

37 www.**Source of Judaism** 101. Synogogue .Jewish virtual Library.com,30 June2016

[38] **Source Judasim** 101 ,Synagogue: Table of Content, Jewish virtual library www .wikipedia .Synagogue, 25 June 2016

[39] لوقا:۲:۲۲

Lūke: 2:22

[40] ایضاً:۲:۳۵۔۳۴

Abid:2:35.3 6:

[41] یوحنا:۹:۷۔۶

John: 9:7-6

[42] لوقا:۲۲:۸

Lūke: 22:8

[43] ایضاً:۲۲:۱۵

Abid: 22:15

[44] مرقس:۱۴:۱۲۔۱۶

Mārk: 14:12-16

[45] ممتاز لیاقت، تاریخ بیت المقدس، سنگِ میل پبلشرز لاہور، ۱۹۷۶ء، ص ۴۲۔۱۴۱

Mumtāz Liāquāt, **History of Baŷt Al-Mūqdis**, Sang-e-Mail Publishers, .Lāhore, 1976, pp. 141-42

[46] یاد یوسف مسیح، یروشلیم، مکتبہ عنادیم سادھو کے گوجرانوالہ، ۲۰۰۳ء، ص ۱۲۲۔۱۲۳

Yād-e- Yusūf Masīh**, Jerusalem**, Maktābh Anādim Sādhū K Gujranwala, .2003, pp. 122-123

[47] ایضاً، ص ۱۲۶

Abid: P. 126

[48] ڈاکٹر ذاکر نائیک، دنیا کے بڑے مذاہب، (حقیقت کے آئینے میں)، ص803

Dr. Zākir Nāik, **Major Religions of the World**, (In the Mirror of Reality), p.803

[49] خواجہ عبدالحمید، جامع اللغات، ج۳، ص ۱۳۹

Khāwajā Abdul Hāmēd, **Jami Al-Lawgāt**, vol. 3, p. 139

[50] Jonathan Crowther, **Oxford Advanced Learner dictionary**,P:197. Published Oxford University press.

[51] کینن۔ آر۔ ڈبلیو۔ ایف وٹن، مسیحی عبادت کے بنیادی اصول، ص ۴۹

Canon. R.W.F. Witten**, Fundamental Principles of Christian Worship**, p.49

52 ازولیم میکڈونلڈ، مترجم جیکب سموئیل، تفسیر الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶، فیروزپور روڈ، لاہور، ج۳، ص۳۹۔۳۸

William Macdonald, **Tafsēr-ūl-Kitāb**, , translated by Jacob Samūel, Christian .Publishing House, 36, Ferōzepūr Road, Lahore, Vol. 3, pp. 39-38

53 از اصغر، کلیسا کی تعمیر کے اصول، Mik۳۶ فیروزپور روڈ لاہور، ۲۰۱۳ء، ص۱۱

By Asghār, **Principles of Church Construction**, Mik 36 , Ferōzepūr Road Lahore, 2013, p.11

54 ولیم۔جی۔ینگ، رسولوں کے نقش قدم پر، Mik۳۶ فیروزپور روڈ لاہور، ۲۰۱۵ء، ص۱۵۹۔۱۵۷

William G. Young, **In the Footsteps of the Apostles,** Mik 36 , Ferōzepūr ,Road Lahore, 2015, pp. 159-157

55 اعمال ۲:۴۶

Acts 2:46

56 رومیوں ۱۶:۵۔۱

Romāns 16:5-1

57 ذاتی ملاقات فادر جوزف شہزاد ۲۵/۰۵/۲۰۱۶

Personal meeting Father Joseph Shāhzād 25/05/2016

58 تمتھیس ۱:۳

Timothy 1:3

59 پطرس کا پہلا خط ۲:۱۷

1st letter of Peter 2:17 1

60 ایضاً: ۵:۵

Abid:5:5

61 کرنتھیوں کے نام پہلا خط، ۱۴:۳۴۔۳۵

First Epistle to the Corinthians, 14:34-35

62 ایضاً: ۷:۱۱۔۵

Abid:7:11,5

63 ذاتی ملاقات فادر جوزف شہزاد کیتھڈرل چرچ سکیرڈ ہارٹ لاہور

Personal meeting Father Joseph Shāhzād Cathedral Church Sacred Heart Lāhore

64 یعقوب کا عام خط، ۵۔۱۳

General letter of Jacob, 5.13